125482 ـ ٹیلی فون پر نکاح اور ایسا کرنے والے پر مرتب ہونے والے احکامات

سوال

جناب والا میرے سوال کا جواب جلد دیں کیونکہ مجھے سوال یہ ہے کہ میں نے گھر میں کام کاج کرنے والی ملازمہ سے بیوی کے کہنے پر شادی کی تا کہ بہت ساری برائیوں اور فتنوں سے بچ سکوں، کیونکہ بیوی کا آپریش ہونے والا تھا اس لیے بیوی کی یہ تجویز پیش کی کہ اس سے شادی کر لو.
چنانچہ اس عورت کی موجودگی میں دو گواہوں کو لا کر عقد نکاح لکھ دیا گیا اور مہر متعین کر لیا پھر عورت کے ملک میں اس کے ولی سے رابطہ کیا گیا لیکن وہ نہ مل سکا عورت کی بہن ملی تو ہم نے اسے اس شادی پر رضامند ہونے کے متعلق بتایا اس کی بہن نے اپنے والد کو بتانے کا وعدہ کیا اس کے کہنے کے مطابق والد صاحب کو شادی پر کوئی اعتراض نہیں، اس طرح عورت اور دو گواہوں کے عقد نکاح پر دستخط ہو گئے اور اسے مہر بھی ادا کر دیا گیا، لیکن والد کی رائے معلوم ہونے تك رختصی مؤخر کر دی گئی.
لیکن میں اس سے مطمئن نہ تھا، میں اور دونوں گواہوں نے عورت کے والد سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا، اس عورت نے دو روز کے بعد اور نمبر دیا جس پر فون کیا گیا تو اس نے بتایا کہ بات کرنے والا اس کا والد ہے میں نے اس کے بارہ میں اس کی رائے معلوم کی تو اس نے حلال حلال کہہ کر اس کی موافقت کی، پھر نے عورت کو ٹیلی فون دیا تو وہ انتہائی خوش تھی، میری پہلی بیوی کی موجودگی میں ہی رخصتی ہوئی اور معاملات اچھے رہے.
لیکن دوسرے روز دوپہر کے وقت میری بیوی کو اپنے خاوند کی تصویر دی جو تین برس قبل فوت ہوچکا تھا اور کہنے لگی: حرام حرام، اس کا اعتقاد تھا کہ یہ اس کی اپنے سابقہ خاوند کے ساتھ خیانت ہے! پھر اس نے بتایا کہ ٹیلی فون پر بات کرنے والا اس کا والد نہیں بلکہ بہنوئی تھا! اس وقت سے میں پریشان ہوں، پھر بعد میں میری پہلی بیوی اور دوسری کے مابین جھگڑا سا ہوا اور میری پہلی بیوی نے گھر سے جانے کا عزم کر لیا اور دوسری بیوی کو طلاق کی صورت میں ہی واپس آنے کا کہنے لگی.
لہذا میں نے اس کے سامنے ہی یہ الفاظ تین بار دھرائے اللہ کی قسم فلان کو طلاق، جب میری پہلی بیوی ٹھنڈی ہوئی تو ہم دونوں اس عورت کے پاس گئے اور اسے " تجھے طلاق تجھے طلاق " کہے تیسری نہیں دی، وہ میری زبان نہیں سمجھتی تھی اس نے میری پہلی بیوی سے اس کا معنی پوچھا تو اسے بتایا گیا.
برائے مہربانی مجھے اس سارے واقعہ کے بارہ بتائیں کہ جو کچھ ہوا ہے اس کا حکم کیا ہے، شادی اور طلاق اور مہر کا استحقاق، اس نے مہر والد کو بھیجھنے کا کہا تھا لیکن اکاونٹ نمبرضائع ہوگیا، میرے کچھ دوستوں نے مشورہ دیا کہ اس کے ملك کا ہی کوئی شخص اس کے ملك بھیج کر اس کے گھر والوں سے رابطہ کیا جائے اور شخصی طور پر شادی کی موافقت حاصل کی جائے، اس کے ملك کاایك عالم دین شخص جا رہا ہے کیا میں یہ کام اس کے ذمہ لگا دوں ؟.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

آپ اور اس عورت کے مابین کیا گیا عقد نکاح شرعا باطل ہے، کیونکہ نکاح کی شروط میں عورت کے ولی کی موافقت ضروری ہے، جوکہ عقد نکاح لکھے جانےکے وقت موجود نہیں تھا، اس بنا پر یہ عقد نکاح فاسد اور باطل ہو جائیگا.

عقد نکاح لکھے جانے کے بعد ٹیلی فون کرنے کا کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ آپ کو عو ت کا ولی ہی عورت نکاح کر کے دےگا، یہ نہیں کہ ولی کی اجازت کے بغیر عقد نکاح ہو جانے کے بعد ولی کی عقد نکاح پر موافقت طلب کی جائے.

یہ تو اس صورت میں ہے جب آپ عقد نکاح کرنے سے قبل ٹیلی فون پر ولی کی موافقت حاصل کریں اور ٹیلی فون پر نکاح کر لیں تو بھی عقد نکاح صحیح نہیں ہوگا؛ تو پھر اگر عقد نکاح کے بعد ولی کی موافقت اور اجازت حاصل کرنے سے کیسے صحیح ہو جائیگا؟!

کیونکہ ٹیلی فون پر عقد نکاح کیے جانے سے بہت ساری اشیاء ایسی پیدا ہوتی ہیں جن کے نتیجہ میں بہت خرابیوں اور فساد کا اندیشہ ہے، اور پھر عقد نکاح میثاق غلیظ کہلاتا ہے یہ اللہ سبحانہ و تعالی کا کلمہ ہے جس کے ساتھ حرام شرمگاہ حلال کی جاتی ہے، اور اسی کے ذریعہ نسب کا ثبوت ہوتا ہے اس لیے اس طرح کے عقد ٹیلی فون کے ذریعہ طے نہیں پاتے جس میں ولی کی حقیقت کا ہی علم نہیں ہو سکتا، ہو سکتا ہے ولی بےوقوف یا پھر پاگل ہو یا غیر مسلم ہو یا پھر کوئی دوسرا شخص ولی کی آواز میں نقل اتار کر بات کر رہا ہو، یا پھر اسے ولی سمجھا جائے لیکن حقیقت میں وہ ولی نہیں.

اور آپ کا یہ قصہ اور واقعہ بھی اس ممانعت میں اور زیادہ تاکید پیدا کرتا ہے، اس لیےصحیح یہی ہے کہ اس طرح کے عقد نکاح ٹیلی فون کے ذریعہ نہ کیے جائیں.

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام سے درج ذیل سوال کیا گیا:

اگر نکاح کے ارکان اور شروط متوفر ہوں لیکن خاوند اور عورت کا ولی علیحدہ علیحدہ ملك میں ہوں تو کیا ٹیلی فون کے ذریعہ عقد نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

کمیٹی کے علماء کرام کا جواب تھا:

" ان ایام میں دھوکہ اور فراڈ کی کثرت اور لوگوں کا ایک دوسرے کی آواز کی نقل اتارنے کی مہارت اور دوسرے کی آواز میں کلام کرنے تجربہ کو دیکھتے ہوئے، حتی کہ اس وقت تو ایک ہی شخص ایک ہی وقت میں چھوٹے بڑے مرد و

عورت اور بچوں کی آواز نکالنے کی طاقت رکھتا ہے اور ا نکی آواز میں بات چیت کر سکتا ہے اور مختلف زبانوں میں بات کر کے سامع کے ذہن میں کئی ایك اشخاص ہونے کا گمان ڈال سکتا ہے، حالانکہ حقیقت میں تو وہ اکیلا اور ایك ہی شخص ہے کو مد نظر رکھتے ہوئے.

اور اس کے ساتھ ساتھ شریعت اسلامیہ میں شرمگاہوں کی حفاظت اور عفت و عصمت کی دیکھ بھال اور دوسرے معاملات سے بھی زیادہ اس میں احتیاط اور دیکھ بھال کو مد نظر رکھتے ہوئے کمیٹی کی رائے یہ ہے کہ: عقد نکاح میں ایجاب و قبول اور وکیل بنانے کو ٹیلی فون کالز پر انحصار نہ کیا جائے تا کہ شریعت اسلامیہ کے مقاصد پورے ہو سکیں اور شرمگاہوں اور عفت و عصمت کی مزید حفاظت ہو سکے، اور اہل اہواء و خواہش کے پیروکار دھوکہ و فراڈ دینے والے لوگوں کی عزت کے ساتھ نہ کھیل سکیں.

کمیٹی کی رائے یہی ہے کہ عقد نکاح کے ایجاب و قبول اور وکیل بنانے میں ٹیلی فونك رابطوں پر اعتماد نہ کیا جائے؛ تا کہ مقاصد شریعت کو صحیح طرح پورا اور مکمل کیا جا سکے، اور شرمگاہوں اور عفت و عصمت اور عزتوں کی مزید حفاظت کی جا سکے، تا کہ خواہشات کے پیچھے بھاگنے والے اور دھوکہ و فراڈ کرنے والے لوگوں سے کھلواڑ نہ کر سکیں"

اللہ تعالی ہی توفیق بخشنے والا ہے " انتہی

الشیخ عبد العزیز بن باز.

الشیخ عبد الرزاق عفیفی.

الشیخ عبد اللہ بن غدیان.

الشیخ عبد اللہ بن منیع.

دیکھیں: فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والافتاء (18 / 91).

شیخ عبد العزیز الراجحی سے درج ذیل سوال کیا گیا:

کیا ٹیلی فون کے ذریعہ عقد نکاح کیا جا سکتا ہے ؟

شیخ کا جواب تھا:

" نہیں ٹیلی فون کے ذریعہ عقد نکاح جائز نہیں ہے؛ کیونکہ عقد نکاح میں چار اشیاء کا ہونا ضروری ہے: ولی اور

خاوند اور دو گواہ، اور ٹیلی فون پر ان چاروں کا اکٹھا ہونا ممکن نہیں، صرف آواز کی پہچان ہی کافی نہیں؛ کیونکہ ہو سکتا ہے ٹیلی فون پر ولی کے علاوہ کوئی اور شخص ولی بن کر بات کر رہا ہو.

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قبول کرنے والا شخص خاوند کے علاوہ کوئی دوسرا شخص ہو، اور ہو سکتا ہے جو گواہ بن رہا ہے وہ عادل نہ ہو، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی شخص آواز بدل کر ولی اور گواہ بن جائے.

مقصد یہ کہ ٹیلی فون پر عقد نکاح جائز نہیں، بلکہ عقد نکاح کی مجلس میں چار لوگوں یعنی ولی اور خاوند اور دو عادل گواہوں کا جمع ہونا ضروری ہے " انتہی

دیکھیں: فتاوی الشیخ عبد العزیز الراجحی (1 / 53) فتوی نمبر (1726).

اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ ٹیلی فون پر نکاح نہیں ہوتا.

دیکھیں: فقہ النوازل تالیف ڈاکٹر محمد حسین الجیزانی (3 / 106 - 107).

یہاں علماء کرام کی کلام بہت پختہ اور پکی ہے، اور آپ اپنے معاملہ میں اس کی مخالفت واضح دیکھ سکتے ہیں کہ نہ تو ولی نے گواہوں کے سامنے بات کی اور نہ ہی تم اصل میں اسے جان سکے کہ وہ ولی ہے یا کوئی اور، پھر جس نے آپ کو ولی ہونے کا گمان دلایا اس نے اس سے انکار بھی کیا، لہذا اس کا اثبات نفی پر مقدم نہیں ہوگا!.

بہر حال یہ عقد نکاح باطل ہے، اور آپ سب کو اپنے اس فعل پر توبہ و استغفار کرنی لازم ہے، اس کے ساتھ ساتھ آپ اس عورت کو پورا مہر ادا کریں، اور اس کے بعد جو طلاق ہوئی ہے اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں کیونکہ جب نکاح ہی نہیں تو پھر طلاق کیسی ؟

جب آپ اس عورت سے شادی کرنا چاہتے ہیں تو یہ اس طرح ممکن ہے کہ اس کا ولی ذاتی طور پر آئے یا پھر وہ کسی دوسرے شخص کو اپنا قائم مقام اور وکیل بنا دے، اور آپ کے اس عالم دین دوست جو اس عورت کے ملك ہے کے لیے ممکن ہے کہ وہ اس عورت کے ولی کی شخصیت اور اس کی عقل و دین کے بارہ میں تاکید کر لے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" عقد نکاح میں ایجاب و قبول کے لیے کسی دوسرے و وکیل بنانا جائز ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ اور ابو رافع کو اپنے نکاح میں قبول کا وکیل بنایا تھا.

اور اس لیے بھی کہ اس کی ضرورت ہے، کیونکہ ہو سکتا ہے وہ کسی دور جگہ رہ کر شادی کرنا چاہتا ہو جہاں اس کا جانا ممکن نہیں تو وہ کسی کو وکیل بنا سکتا ہے.

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام حبیبہ رضی اللہ تعالی عنہا سے نکاح کیا تو ام حبیبہ حبشہ کی سرزمین پر تھیں.

طلاق خلع اور رجوع اور غلام آزاد کرنے میں کسی دوسرے کو وکیل بنانا جائز ہے؛ کیونکہ اس ضرورت پڑ سکتی ہے جیسا کہ خرید و فروخت میں کسی دوسرے کو وکیل بنایا جاتا ہے اسی طرح ان امور میں بھی بنایا جا سکتا ہے" انتہی

دیکھیں: المغنی (5/52).

ہم یہاں تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ سوال نمبر (2201) کے جواب میں جو شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ سے بیان کر چکے ہیں وہ ہمارے یہاں بیان کردہ فیصلہ کے مخالف نہیں یہاں ہم جو فتوی نقل کر چکے ہیں ان میں شیخ ابن باز رحمہ اللہ کے دستخط بھی ہیں، وہاں اس سوال کے جواب میں شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ولی نے گواہوں کی موجودگی میں سپیکر کے ذریعہ اپنی موافقت کا اظہار کیا، اور اس نے خود ہی شادی اور نکاح کیا، بلکہ سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ عقد نکاح کرنے والوں کے مابین پہلے سے تعارف اور جان پہچان تھی، اس لیے وہاہ ابہام اور کھلواڑ نہیں ہو سکتا.

لیکن ہم نے جو مطلقا اس کی ممانعت بیان کی ہے اسی کا فتوی دینا چاہیے تا کہ بالکل کھلواڑ کیا ہی نہ جا سکے اور لوگوں کی عزت و عصمت محفوظ رہے.

واللہ اعلم .